"پاکستان میں تحقیق مخطوطات کا مسئلہ اور چند تجاویز"

ڈاکٹر شیر محمد زمان☆

جو کچھ میں عرض کرنے والا ہوں' انہیں ابتدائی گذارشات' تمہیدی معروضات یا اس دو روزہ اجلاس کے موضوع سے متعلق مسائل کا سرسری تعارف تو کہا جا سکتا ہے مگر اسے کلیدی خطبہ کا نام دینے کے لئے خاصی جسارت کی ضرورت ہے جس کی مجھ میں ہمیشہ کمی رہی ہے۔ علماء و محققین کے اس وقیع مجمع سے میری یہی درخواست ہے کہ خاصی عجلت میں محدود صلاحیتوں کے ساتھ لکھی ہوئی ان باتوں کو اسی میزان کے حوالے سے سماعت فرمائیں۔

مخطوطات کی تحقیق و تصحیح و تدوین اسلامی علوم میں تحقیقی منہج کا ایک نہایت اہم اور ناگزیر جزء ہے۔ شاید اسی احساس کی وجہ سے مغرب میں اسلامی تہذیب و ثقافت کے سنجیدہ مطالعہ کا آغاز ہوا تو اسلامی تراث علم میں ممتاز اور اہم کتابوں کے متون کی اشاعت کی طرف خصوصی توجہ مبذول کی گئی (۱) اور مستشرقین متقدمین میں سے متعدد فضلاء نے نہایت اہم مخطوطات جدید اسلوب کے مطابق تحقیق' تدوین' تصحیح کے بعد فہارس اور اشاریوں سے آراستہ کر کے شائع کیئے۔ یہ ایک منطقی عمل تھا۔ صدیوں پر محیط اسلامی فکری میراث کے تحقیقی مطالعہ کے لئے ان مخفی خزینوں کا سہل الاستعمال اور ثقہ شکل میں منظر عام پر آنا ضروری ہے۔ مستشرقین کے تحقیقی کام کا یہ حصہ شاید سب سے گراں قدر' وقیع' مؤثر اور رجحان آفرین کہا جا سکتا ہے۔ ان میں سے کچھ ذی وقار نام محض بر سبیل مثال ذکر کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں کہ اس سے تحقیق مخطوطات کے فن کی اہمیت ذہن نشین کرنے میں مدد ملے گی۔ E.J.W. گب میموریل سیریز کے انتشارات اس سلسلے میں خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔ کچھ نام جو معاً ذہن میں آتے ہیں۔ (۲)

☆سابق ڈائریکٹر جنرل ادارہ تحقیقات اسلامی' اسلام آباد۔

M.J.De Goeje:

المسعودی کی کتاب التنبیہ والاشراف، ابن الفقیہ کی مختصر کتاب البلدان، البلاذری کی فتوح البلدان، ابن خردازبہ کی المسالک والممالک

D.S.Margoliouth:

یاقوت الرومی کی معجم الادباء (ارشاد الاریب ...) اور رسائل ابی العلاء المعری۔

F.Wustenfeld:

یاقوت الرومی کی معجم البلدان، ابن خلکان کی وفیات الاعیان، الذهبی کی طبقات الحفاظ اور القزوینی کی عجائب المخلوقات اور آثار البلاد:

G.Flugel

حاجی خلیفہ کی کشف الظنون، ابن الندیم کی کتاب الفہرست اور ابن قطلوبغا کی طبقات الحنفیہ:

Dr.I.Lichtenstadter:

ابن حبیب کی کتاب المحبر:

E.Blochet:

فضل اللہ رشید الدین کی جامع التواریخ:

R.A.Nicholson:

مولینا جلال الدین رومی کی مثنوی:

George Makdisi:

ابن قدامہ کی تحریم النظر فی کتب اہل الکلام اور ابن عقیل کی کتاب الجدل اور کتاب الفنون:

مشرق، بالخصوص عرب دنیا میں تراث علمی کو محقق شکل میں شائع کرنے کا نہایت خوش آیند رجحان کافی حد تک مستشرقین کے اس تقدم اور اپج کا مرہون منت ہے۔ احاطہ مشکل ہے مگر رفاعہ الطہطاوی، محمود شاکراحمد محمد شاکر، عبدالسلام ہارون، صلاح الدین المنجد، احسان عباس، عبدالفتاح ابو غدہ، ابراہیم الابیاری جیسے مؤقر نام مثال کے طور پر پیش کئے جا سکتے ہیں (۳) جن کی تحقیق کی بدولت نہایت بیش قیمت مخطوطات جدید منہج پر مرتب و مدون ہو کر سامنے آئے۔ اگرچہ

اب نو آبادیاتی ترجیحات میں تبدیلی کے باعث مغرب میں یہ تحریک ماند پڑ گئی ہے۔ مستشرقین کی نئی پود میں عربی زبان میں گہری استعداد کے حصول کی طرف نسبتاً کم توجہ، تحقیق مخطوطات کے محنت طلب کام کو مقامی محققوں پر چھوڑ کر خود تجزیاتی مطالعہ کے "مقدس و افضل" علمی وظیفہ پر اپنی بیش قیمت صلاحیتیں مرکوز کرنے کی ذہنیت، مغرب میں عربی کتب کی طباعت کے ہوشربا اخراجات اور بالعموم عرب و اسلامی دنیا سے شائع ہونے والے نئے محقق ایڈیشنوں کے تسلی بخش معیار کے باعث بھی معاصر مستشرقین بہت کم اس فن کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔

بہرحال کہنا یہ مقصود تھا کہ اسلامی علمی میراث اطراف عالم میں مختلف لائبریریوں، متاحف، ذاتی کتب خانوں اور درسگاہوں میں منتشر ہے۔ اور جہاں محفوظ مخطوطات کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے، ابھی تک اس کا عشر عشیر بھی قابل اعتماد و استناد اور سہل الاستعمال ایڈیشنوں کی شکل میں منظر عام پر نہیں آیا۔ بلاشبہ اسلامی تہذیب و ثقافت کے متعدد اور متنوع گوشوں اور پہلوؤں کے بارے میں ہمارا مطالعہ ناقص اور نتائج کے اعتبار سے اکثر و بیشتر صرف عبوری، نامکمل اور بسا اوقات گمراہ کن رہے گا، اگر کوئی یہ سمجھے کہ صدیوں پر محیط اسلامی تمدن و معاشرت کی تاریخی تصویر مختلف ادوار کے ممتاز مورخین کی عمومی تواریخ (General Histories) کرانیکلز (Chronicles) اور سوانح عمریوں کی چھان پھٹک سے اپنے مکمل خد و خال کے ساتھ ممکن حد تک صحیح شکل میں پیش کی جا سکتی ہے۔ سیاسی حوادث و وقائع کی ترتیب تو شاید ایک حد تک ممکن ہو لیکن علمی، فکری، معاشرتی، ادبی، معاشی و اقتصادی رجحانات اور مختلف ادوار میں انسانی زندگی کے اطوار کا تطور، ترقی، انحطاط، سقوط و تعمیر نو، علمی کشش ثقل کے مراکز اور محوروں کی منتقلی کی کیفیت کا معقول حد تک صحیح اندازہ تو اس مخصوص دور میں لکھی جانے والی مختلف فنون (بالخصوص طبقات، رحلات اور سوانحی معاجم) پر محیط تالیفات سے کیا جا سکتا ہے اور یہ عمل ممکن ہو سکتا ہے، یہ سعی مشکور ہو سکتی ہے، اگر کتب حوالہ اس طرح مرتب شکل میں موجود ہوں کہ ان میں کسی محقق کو ٹھیک اپنے مطلوبہ مواد پر انگلی رکھنے کے لئے کسی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے اس لحاظ سے دیکھا جائے تو مسلم محققین کے شانوں پر ذمہ داری کا ایک کوہ گراں ہے جس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے دینی و علمی جوش و جذبہ اور سچے علمی استقلال کے ساتھ مسلسل سرگرمی ہی منزل کے راستے پر لے جا سکتی ہے۔

۱۱ سال سے زائد عرصہ گذرا۔ ۴ تا ۷ مارچ ۱۹۸۵ء کو ادارہ تحقیقات اسلامی نے ٹیکنیکل ایڈیٹنگ کے موضوع پر ایک ورکشاپ کا انعقاد کیا اس موضوع پر یہ خاصی سنجیدہ اور نتیجہ خیز کوشش تھی اور اس ورکشاپ کے نتیجے میں مرتب کی جانے والی رپورٹ اب بھی اپنے موضوع پر ایک کتاب حوالہ یا دستور العمل کی حیثیت رکھتی ہے۔ وطن عزیز بلکہ پورے برصغیر میں اسلامی علوم کے محققین کی زیادہ تعداد اردو کو ذریعہ اظہار کے طور پر استعمال کرتی ہے۔ اس ضرورت کی تکمیل کے لئے ادارہ تحقیقات اسلامی کے زیر اہتمام ہی مقتدرہ قومی زبان کے اشتراک سے اردو میں فنی تدوین کے موضوع پر ایک اور ورکشاپ کا انعقاد ۲۴ تا ۲۶ جون ۱۹۸۶ء کو عمل میں لایا گیا۔ اس ورکشاپ کے نتائج بھی کتابی شکل میں مرتب ہو کر اس موضوع پر رہنمائی کی سہولت فراہم کر رہے ہیں۔ تاہم عربی مخطوطات کی اشاعت کے لئے ان کے متداول نسخوں کی تحقیق و تصحیح اور ترتیب و تدوین کے عمل پر جو بذات خود اسلامی تحقیقی کام کا ایک بہت اہم جزء ہے کسی منظم و مرتکز کوشش کا اہتمام نہیں ہو سکا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس موضوع پر تکنیکی و فنی نقطۂ نظر سے کسی بھی زبان میں بہت کم لکھا گیا ہے (۴)۔ اس میں شک نہیں کہ عربی کتابوں کے نہایت اعلیٰ تحقیقی ایڈیشن اب تک کئی طباعتی مراکز سے شائع ہو چکے ہیں جو ان خوبیوں سے آراستہ ہیں جنہیں ایک اچھے محقق ایڈیشن کے لوازم میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ مگر تحقیق مخطوطات پر عالمانہ و محققانہ دستور العمل یا راہنما کے طور پر لکھی جانے والی کتب کی کمی شدت سے محسوس ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے ادارہ تحقیقات اسلامی ہدیہ تبریک کا مستحق ہے کہ اس اہم خلا کو پر کرنے کے لئے اس دو روزہ اجلاس کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس اہم اقدام کو ادارہ کی طرف سے منہج تحقیق و تدوین کے موضوع پر ترتیب دی جانے والی پہلی دو ورکشاپوں کے سلسلہ کی تیسری اور نہایت اہم کڑی قرار دینا چاہئے۔

جامعات پاکستان میں عربی و فارسی اور علوم اسلامیہ کے شعبوں میں ڈاکٹریٹ کی سطح پر بیسیوں مقالات لکھے گئے ہیں۔ ان میں، بالخصوص شعبہ عربی کی حد تک، تحقیق مخطوطات پر مشتمل مقالات کی تعداد خاصی ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ جدید معیاری اور منظم سطح پر مخطوطہ کی تحقیق و تدوین کی مثالیں شاذ و نادر ہی نظر آتی ہیں۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کے لئے کام کرنے والے طلباء و محققین کو بالعموم ان کے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ تکمیل شدہ کام میں اساتذہ کی راہنمائی، اور فنی

مہارت بلکہ اس فن کے ابتدائی اصولوں سے واقفیت کا فقدان جھلکتا ہی نہیں بلکہ "آفتاب آمد دلیل آفتاب" کے مثل ہوتا ہے۔ پائینی حوالوں' چلیپائی حوالوں' کتابیات کی ترتیب' حواشی کا اسلوب' مقارنہ و موازنہ مخطوطات کے عمل کی شہادت اور اس کا صحیح طریق اظہار' محقق کی طرف سے اصلاح یا ترمیم کی حدود کا لحاظ اور اس طرح کی ابتدائی باتیں بھی اکثر محقق کی نظر سے اوجھل رہتی ہیں۔ محقّق متن میں ذیلی اشارات و تفاصیل (Critical Apparatus) پر توجہ کی کمی اور تشریحی و توضیحی حوالہ جات پر زیادہ محنت' مخطوطے کے محقق کی بنیادی ذمہ داری سے اغماض یا عدم آگہی کی غمازی کرتا ہے۔ تحقیقی عمل کے ایک نہایت ہی اہم جزء یعنی ناسخ' ناقل یا کاتب کی کتابت کے ناقدانہ تجزیہ پر بالکل توجہ نہیں دی جاتی ۔ کتابت حروف' رموز اختصار کے استعمال' صفحہ/ ورق شماری کے طریق اور عمومی طور پر اس کی لکھائی کی خصوصیات ایک اہم مطالعہ ہے۔ جس سے اس دور میں کتابت مخطوطات کے عام اسالیب کے علاوہ اس کاتب کے مخصوص امتیازات پر روشنی پڑتی ہے۔ ایسے ہی مطالعات کی روشنی میں مختلف ادوار کے اسالیب کتابت کے وہ خصائص متعین ہوتے ہیں جن سے مخطوطات کی تحقیق و تصحیح میں نہایت مفید مدد ملنے کے علاوہ کسی مخطوطے کی تاریخ کتابت کے تعین کے لئے خاصے کلیدی معیارات (Criteria) بھی تشکیل پاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مختلف صدیوں کے مسودوں پر کام کرنے والے صاحب نظر محققین کے ان مطالعات کی روشنی میں ہی ایک ایسا مینوئل ترتیب دیا جا سکتا ہے جو ایک مخصوص دور کی کتابت کی خصوصیات ہی نہیں بلکہ معروف ناقلین یا ناسخین کے ذاتی امتیازات (Peculiarities) کی نشان دہی کر کے محققین و مصححین کے کام میں سہولت پیدا کر سکے۔ بسا اوقات ان کی روشنی میں ناقل یا ناسخ کی شناخت بھی ممکن ہو جاتی ہے۔

اسی سلسلہ میں ایک اور قابل ذکر ملاحظہ یہ ہے کہ ان مقالات کے لئے پاکستان کی کسی لائبریری میں موجود کسی علاقے کے کسی فاضل کی کسی تصنیف کے مخطوطے کو تحقیق کا موضوع بنانے کا رجحان غالب نظر آتا ہے۔ میری اس گذارش سے یقیناً کئی احباب کو اختلاف ہوگا مگر میرا اپنا خیال یہ ہے کہ تحقیق کے لئے جو عرق ریزی اور محنت درکار ہوتی ہے' اس کا تقاضا ہے کہ مخطوطے کے انتخاب میں اس کی اہمیت اور مصنف کی شخصیت کا خیال رکھا جائے۔ مطمح نظر پاکستان کے غیر معروف علماء کی غیر معروف' غیر اہم اور اپنے موضوع پر فکر کی گہرائی و گیرائی سے خالی

تصنیف پر تضیع وقت نہیں بلکہ اسلامی فکری میراث کے ممتاز مگر گوشہ اخفاء میں پڑے ہوئے کارناموں کو اجاگر کرنا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ مخطوطہ اپنے فن میں کس قدر اہمیت کا حامل ہے اور اس کی تحقیق و تدوین و اشاعت سے اس فن کے متخصص علماء کو کیا مدد ملے گی' کیا تحریک پیدا ہوگی؟ ان کے علم میں کیا اضافہ ہوگا؟

بلاشبہ پاکستان میں موجود علمی ذخائر کی دریافت اور ان کتب خانوں میں محفوظ کتب کی فہرست سازی ہمارے لئے نہایت اہم فریضہ ہے۔ یہ کام ترجیحی بنیادوں پر ہونا چاہئے۔ اس کی تنظیم و تنسیق کے لئے موجودہ فورم کو ہی مقامی یا اداری وفاداریوں سے بلند ہو کر ایک مرکز کی نشاندہی کرنی چاہئے جو اس کام کے لئے زیادہ استعداد اور اہلیت رکھتا ہو اور صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی سطح پر رابطوں کے لئے زیادہ مؤثر ثابت ہو سکتا ہو۔ یہ کوئی اعزاز نہیں بلکہ مخطوطات کی علمی تحقیق کے مرکز کی ناگزیر ضرورت کا ایفاء ہوگا اور ظاہر ہے کہ اس تحریک کی کامیابی کے لئے اس تحریک سے وابستہ ہر فرد' ہر ادارے کو اپنے پورے وسائل کے ساتھ جدوجہد کرنا پڑے گی۔ مرکز کا سب سے اہم کام تو رابطہ کاری ہوا کرتا ہے۔ ابتداء پاکستان کے علمی ذخائر (اسلامی علوم کے حوالے سے) اور ان میں سے ہر ایک کے اہم امتیازات پر مشتمل تعارف ان مطبوعات و منشورات کی رہنمائی میں تیار کیا جانا چاہئے جو اس قسم کے جائزوں کے بعد شائع کی گئی ہیں۔ بلکہ ان کے سقطات (Gaps) کو پر کرنے کے لئے علاقائی مراکز (جن کی نشاندہی کرنی چاہئے)' کو شریک ہونا چاہئے۔

ثانیا ان میں سے ہر ذخیرۂ کتب میں موجود ذخیرۂ مخطوطات کی مفصل توضیحی فہارس مرتب ہونی چاہئیں مگر فوری طور پر (Charles Beatty Collection) ڈبلن کے عربی مخطوطات کی (Handlist) مرتبہ پروفیسر آربری کے نمونہ پر ایسی فہرستیں تیار کی جائیں جن میں ہر مسودہ کے نہایت ضروری کوائف پر اکتفاء کیا گیا ہو۔ علاقائی مراکز اپنے اپنے علاقوں میں یہ کام سرانجام دیں اور صدر مرکز میں یہ فہرستیں جمع ہونے کے بعد ہر علاقائی مرکز میں یہ نقول مہیا کر دی جائیں۔ اشاعت کا کام بتدریج وسائل مہیا ہونے کے ساتھ ساتھ ہاتھ میں لیا جا سکتا ہے۔ فوری طور پر ان ذخائر کی پہلے سے مطبوعہ فہرستوں کا کم از کم ایک ایک نسخہ صدر مرکز کے علاوہ ہر علاقائی مرکز میں محققین کے استفادہ کے لئے مہیا کیا جانا چاہئے۔

ثالثاً: پاکستان کے علاوہ اطراف عالم میں موجود ان ذخیروں کی مطبوعہ فہرستیں صدر مرکز میں یکجا کی جانی چاہئیں۔ حسب ضرورت و حسب طلب ان فہرستوں کی نقول یا مطلوبہ مواد کی نقول صدر مرکز' ذیلی مراکز کو مہیا کرے۔

رابعاً: صدر مرکز میں فوری طور پر ان مخطوطات کی فوٹو کاپیاں اور محقق نسخے' مطبوعہ یا غیر مطبوعہ جمع کیئے جائیں جن پر عربی' اور علوم اسلامیہ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری کسی بھی پاکستانی کو کسی پاکستانی یا غیر ملکی جامعہ کی طرف سے دی گئی ہے۔ مخطوطات کی تحقیق کرنے والے مبتدی محققین کے لئے یہ ذخیرہ بے حد مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ اسی سلسلہ میں ان مقالات پر ممتحنین کی ایسی تفصیلی رپورٹیں جو فنی اور تحقیقی لحاظ سے علمی استفادہ کا ذریعہ بن سکتی ہوں' متعلقہ جامعات کی اجازت سے ایک جلد یا زائد جلدوں میں شائع کرنے کا اہتمام کیا جائے۔

خامساً: صدر مرکز کو ایسے وسائل مہیا ہوں کہ وہ ملک بھر میں کسی ذیلی مرکز یا کسی محقق کی طلب پر مطلوبہ مخطوط کی مائیکروفلم یا فوٹو کاپی متعلقہ مکتبہ' لائبریری' میوزیم یا ذاتی ذخیرہ سے منگوا کر مہیا کر سکے۔

سادساً: ان تمام امور کی سرانجام دہی کے لئے ایک ماسٹر پلان بنا کر فنڈز کی فراہمی کی مساعی شروع کی جائیں اور اس سلسلہ میں وزارت تعلیم' وزارت ثقافت' محکمہ ہائے اوقاف (بشمول وقف متروکہ املاک) اور مخیر اداروں و افراد سمیت ہر ممکن ذریعہ سے رابطہ کیا جائے۔

مناہج علمی میں تحقیق مخطوطات کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اکثر مغربی جامعات میں اسلامی السنہ و آداب اور علوم اسلامیہ میں اعلیٰ تحقیقی اسناد کے لئے یہ شرط رکھی گئی ہے کہ امیدوار موضوع سے متعلق کوئی مخطوطہ بھی اپنے تحقیقی کام کے ایک لازمی حصہ کے طور پر ایڈٹ کرے۔ اس عمل میں اصل منابع تک رسائی حاصل کرنے' مخطوط میں مذکور مقامات و اعلام کی شناخت" زبان و محاورہ کی تحقیق کے لئے لغات و کتب ادب کا استعمال' مواد کی Collation کے لئے دوسرے ممکنہ ذرائع کی جستجو اور ایسی ہی دوسری ناگزیر تحقیقی ضروریات کے سبب اس دور تک کی علمی تاریخ سے براہ راست واقفیت بلکہ انس پیدا ہو جاتا ہے۔ محقق اس دور کے تاریخی کرداروں کو پہچاننے لگتا ہے بلکہ ان کے ساتھ مختلف درجوں کی دوستی اور پسند و ناپسند کے رشتے قائم ہو جاتے ہیں۔ زبان کی استعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ الغرض اسلام کی علمی

و ثقافتی تاریخ کی صحیح تصویر، فکری رجحانات، معاشی و معاشرتی خد و خال صحیح طور پر نمایاں نہیں ہو سکتے، جب تک مخطوطات کا یہ گراں مایہ ورثہ محقَّق اور سہل الاستعمال صورت میں ریسرچ کرنے والوں کو مہیا نہیں ہو جاتا۔ حق یہ ہے کہ پاکستان کی تمام جامعات کو بھی عربی، فارسی، اردو اور علوم اسلامیہ کے شعبوں میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کے لئے تحقیقی کام کے ایک لازمی جزء کے طور پر کسی مناسب مخطوطہ یا اس کے جزء کی تصحیح و تدوین کو ضوابط میں شامل کر دینا چاہیے۔

آخر میں ایک گذارش ادارہ تحقیقات اسلامی اور اس "ورکشاپ" کے منصرمین سے مخلصانہ معذرت کے ساتھ۔ اس دو روزہ Exercise کا جو خاکہ ہمارے سامنے ہے اس کے پیش نظر اسے ورکشاپ قرار دینا غالباً اس اصطلاح کا صحیح استعمال نہیں ہے۔ زیر بحث موضوع پر اس دو روزہ اجتماع کو سیمینار یا مذاکرہ تو کہا جا سکتا ہے مگر اس میں ورکشاپ کے تینوں بنیادی عناصر موجود نہیں۔ ورکشاپ بنیادی طور پر ایک عملی تجربہ گاہ یا کارگاہ ہوتی ہے جس میں شرکاء (Participants) کی ایک مخصوص تعداد راہنما ماہرین (Resource Persons) کی رہنمائی اور ہمکاری سے، متعینہ Objective کو حاصل کرنے کے لئے پہلے سے تقسیم کردہ مواد پر کام کرتی ہے اور ورکشاپ کے نتیجے کے طور پر وہ Objective محسوس شکل میں Produce کر دیا جاتا ہے مثلاً موجودہ تناظر میں کسی مخطوطہ یا اس کے کسی جزء کی ایڈیٹنگ کو اس ورکشاپ کا Objective بناتے ہوئے Resource Persons اور Participants کو نامزد کیا جاتا اور ورکشاپ کے اختتام پر شرکاء اصول تحقیق مخطوطات پر محض تقاریر سننے کے علاوہ عملی ہدایات کو بر سر کار لاتے ہوئے تقسیم کار کے ساتھ مطلوبہ محقق نسخہ تیار کر دیتے یا مثلاً تحقیق مخطوطات کے لئے ایک دستور العمل کی تیاری کو Objective قرار دیا جاتا اور شرکاء کی ٹیم مختلف پہلوؤں کی تعیین کے بعد ہر پہلو پر الگ الگ کام کر کے ورکشاپ کے اختتام پر اس دستور العمل کا پہلا ڈرافٹ تیار کر لیتی۔

بہرحال اسے ایک جملہ معترضہ سمجھنا چاہیے اور اب توقع کرنی چاہیے کہ ہم اس ورکشاپ کے اختتام پر مخطوطات کی تحقیق، تصحیح، تدوین کی اہمیت کو اسلامی علوم میں تحقیقی مناہج کے ایک ناگزیر اور اہم ترین جزء کے طور پر واضح کر سکیں گے اور اس سلسلہ میں بعض عملی تجاویز پیش کر سکیں گے۔ مخطوطات کی تحقیق کے لئے پاکستان کے حوالے سے ایک مبسوط دستور العمل کی

تیاری، اس فن کی ترویج اور اس کے معیار کو صحیح خطوط پر استوار کرنے کے لئے ایک صدر مرکز اور ذیلی مراکز کی تعیین کے علاوہ ضروری عملی تجاویز کا خاکہ مرتب کر کے آیندہ طریق کار کی بنیاد رکھ دیں گے۔ اسے آپ اعلامیہ اسلام آباد کہیں یا وطن عزیز میں تحقیق تراث علمی کے منصوبہ کے لئے مضبوط بنیادوں کی فراہمی، عملاً یہ عظیم القدر کام اب آپ کے ہاتھ میں ہے۔

حواشی

۱۔ تحقیق مخطوطات کے فن کا آغاز پندرہویں صدی مسیحی کے دوران میں بعض یونانی و لاطینی مخطوطات کی اشاعت سے ہوا۔ آغاز کار میں صرف ایک نسخہ پر اعتماد کرتے ہوئے ابتدائی طباعت پر ہی انحصار تھا۔ پھر مخطوط کے مختلف نسخوں کو جمع کرنے اور ان کے مقابلہ و مقارنہ کے بعد حواشی میں اختلافات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے متن کی تصحیح و تدوین کا مرحلہ آیا۔ انیسویں صدی کی آمد کے ساتھ تحقیق نصوص کے لئے فنی و علمی اصول و قواعد مدون ہوئے اور بیسویں صدی کے نصف اول میں تحقیق و تدوین نصوص کے موضوع پر مستقل تصانیف کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا۔ تراث اسلامی کے حوالہ سے یہ بات قابل ذکر ہے کہ (ایک مسیحی رسالہ سے قطع نظر) عربی زبان میں پہلے متن کی اشاعت ۱۵۳۰ء میں وینس (اٹلی) میں قرآن کریم کی طباعت سے ہوئی۔ پھر ابن الحاجب (متوفی ۶۴۶ھ) کی الکافیۃ فی علوم النحو اور الادریسی (متوفی ۵۶۰ھ) کی نزھۃ المشتاق فی اختراق الافاق کے ایک غیر معروف خلاصہ بعنوان نزھۃ المشتاق فی ذکر الامصار والاقطار والبلدان والجزر والمدن والافاق (روم ۱۰۰۰/ ۱۵۹۲ء)، ابن سینا (متوفی ۴۲۸ھ) کی النجاۃ (روم، ۱۰۰۱/ ۱۵۹۳) جیسی کتابوں کو اول اول چھپنے والی کتابوں میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو عبدالھادی الفضلی، تحقیق التراث، جدہ، مکتبۃ العلم، ۱۴۰۲/ ۱۹۸۲، ص ۹ و بعد۔

۲۔ ڈاکٹر عبدالھادی الفضلی نے اپنی متذکرہ صدر کتاب میں ایسے مستشرقین کی ایک منتخب فہرست دی ہے جن کی تحقیق سے عربی آداب و علوم کے بعض نادر و ممتاز مخطوطات تصحیح و تدوین کے ساتھ شائع ہوئے۔ (ص ۱۱-۱۶)

۳۔ مصدر مذکور۔ ص ۲۳ و بعد پر اس بارے میں مزید معلومات موجود ہیں۔

۴۔ اس موضوع پر کچھ مفید معلومات مصدر مذکور کے ص ۲۷۔ ۲۸ پر فراہم کی گئی ہیں۔ جن میں عبدالسلام ہارون کی تحقیق النصوص و نشرھا (۱۹۵۴ء)، صلاح الدین المنجد کے رسالہ قواعد تحقیق المخطوطات (۱۹۵۵)، نوری حمودی القیسی اور سامی مکی العانی کی تالیف منھج تحقیق النصوص و نشرھا

(۱۹۷۵ء) کی طرف خصوصیت سے اشارہ کرنا چاہئے۔ علاوہ ازیں منہج تحقیق پر لکھی ہوئی عمومی کتابوں میں بھی تحقیق مخطوطات پر ابواب مخصوص کئے گئے ہیں۔ شوقی ضیف کی کتاب البحث الادبی (۱۹۷۲ء)' اور عبدالرحمن عمیرہ کی کتاب اضواء علی البحث والمصادر (۱۹۷۷ء) کا ذکر بطور مثال کیا جا سکتا ہے۔ فارسی مخطوطات کے حوالے سے نجیب مایل ہروی کی مبسوط تصنیف نقد و تصحیح متون (مشہد' بنیاد پژوهشهای اسلامی آستان قدس رضوی' ۱۳۶۹ھ ش : ۵۰۴ صفحات) خصوصی طور پر قابل ذکر ہے۔ ص ۴۷۷ - ۴۸۲ پر "فہرست مصطلحات نظام نسخہ شناسی و تصحیح نسخ خطی" فنی لحاظ سے ایک مفید حوالہ ہے۔ مراحل نسخہ شناسی و مناہج تصحیح نسخ پر مفصل بحث ہے۔